۱۱۔ خطوط

مرزا غالبؔ

EHVUZY

پہلی بات : ایک زمانہ ایسا بھی تھا کہ دور دراز مقامات پر سندیسے پہنچانے کے لیے کبوتروں کا استعمال کیا جاتا تھا۔کاغذ کے پرزے پر لکھا ہوا مختصر سا پیغام کبوتر کے پیروں میں باندھ کر اُڑا دیا جاتا جسے وہ منزلِ مقصود تک پہنچا آتا تھا۔ جب ڈاک کا نظام قائم ہوا تو خطوط کو اہمیت حاصل ہوئی۔ ہمارے زمانے میں انٹرنیٹ اور ٹیلی فون کی سہولت کے سبب خطوط کا رواج ختم سا ہوگیا ہے۔ تاہم ادبی خوبیوں کے سبب مکتوب نگاری ہمارے ادب کا حصہ بن گئی ہے۔

جان پہچان : مرزا غالبؔ ۲۷ر دسمبر ۱۷۹۷ء کو آگرے میں پیدا ہوئے۔ پانچ سال کی عمر میں ان کے والد عبداللہ بیگ فوت ہوگئے۔ ان کے چچا نصر اللہ بیگ نے ان کی پرورش کی۔ غالبؔ نے ابتدائی تعلیم آگرے میں حاصل کی۔ پندرہ سال کی عمر میں وہ دہلی منتقل ہوگئے تھے۔۱۸۵۴ء میں وہ ذوقؔ کے انتقال کے بعد مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفرؔ کے استاد مقرر ہوئے۔ مرزا غالبؔ نے اگرچہ اپنے اُردو کلام کے سبب شہرت حاصل کی مگر انھوں نے فارسی میں بھی بلند پایے کی شاعری کی ہے۔ غالبؔ نے مکتوب نگاری میں اپنی الگ راہ نکالی۔ انھوں نے خط نگاری کے روایتی اور رسمی انداز کو ترک کیا اور خط کو بے تکلّف گفتگو اور شخصی جذبات کے اظہار کا ذریعہ بنایا۔ مکتوب نگاری میں غالبؔ کے خطوط کو اعلیٰ درجہ حاصل ہے۔ ذیل میں ان کے مختلف موضوعی خطوط دیے جارہے ہیں۔ ان کے اُردو خطوط کا مجموعہ 'عودِ ہندی' کے نام سے ۱۸۶۸ء میں اور دوسرا مجموعہ 'اُردوئے معلّٰی' ان کی وفات کے بعد شائع ہوا۔ مرزا غالبؔ نے ۱۵ر فروری ۱۸۶۹ء کو دہلی میں وفات پائی۔

منشی عبداللطیف : غالبؔ کے عزیز دوست منشی نبی بخش حقیرؔ کے بیٹے تھے۔ اس دوستانہ رشتے کی وجہ سے غالبؔ کو حقیرؔ کے اہلِ خانہ کا بڑا خیال رہتا تھا اس لیے جب عبداللطیف کے یہاں لڑکا پیدا ہوا تو غالبؔ نے تہنیتی خط بھیجا۔

منشی شیو نرائن آرامؔ : غالبؔ کے دوستوں میں سے تھے۔ مرزا ہرگوپال تفتہؔ اور آرامؔ نے غالبؔ کے خطوط مرتب کرنے کے لیے ان سے اجازت چاہی تھی مگر انھیں سختی سے منع کردیا گیا۔ غالبؔ اپنا پتا 'غالبؔ، دہلی' لکھوانا چاہتے تھے مگر آرامؔ غالبؔ کا مکمل پتا لکھتے تھے اس لیے آرامؔ کے خطوط انھیں صوری طور پر پسند نہیں آتے تھے۔ آرامؔ کا اپنا پریس تھا جہاں غالبؔ کی کتابیں شائع ہوتی تھیں۔

تہنیتی خط

بنام منشی عبداللطیف

برخوردار نورِ چشم عبداللطیف

بعد دعائے دوامِ دولت وطولِ عمر، معلوم کریں کہ بھائی صاحب کے کہنے سے معلوم ہوا کہ تمھارے ہاں بیٹا پیدا ہوا۔ بہت مجھ کو خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ تم کو مبارک کرے اور تم کو تمھارے باپ کے سایۂ عطوفت اور اس کو تمھارے ظلِ رافت میں سلامت رکھے۔ اس کی اولاد تم کو دِکھلاوے۔ تم جو نام رکھو، اس سے مجھ کو اطلاع دینا۔ میں چاہتا ہوں کہ کوئی نام ایسا ملے کہ جس کے اعداد سے سالِ ولادت ظاہر ہو۔ والدّعا

مرسلہ: دوشنبہ، ۱۰ر مارچ ۱۸۵۱ء — از اسداللہ

تجارتی خط

بنام منشی شیونرائن آرامؔ

شفیق میرے، مکرّم میرے، منشی شیونرائن صاحب!

میں نہیں چاہتا کہ دو جز یا چار جز کی کتاب ہو۔ چھے جز سے کم نہ ہو۔ مسطر دس گیارہ سطر کا ہو مگر حاشیہ تین طرف بڑا رہے۔ شیرازے کی طرف کا کم ہو۔ اس کے سوا یہ ہے کہ کاپی کی تصحیح ہو، غلط نامے کی حاجت نہ پڑے۔ آپ خود متوجہ رہیے گا اور منشی نبی بخش صاحب کو اگر کہیے گا تو وہ بھی آپ کے شریک رہیں گے اور مرزا تفتؔہ تو مالک ہی ہیں۔

کاغذ شیورام پوری ہو مگر سفید اور مہرہ کیا ہوا اور لعاب دار ہو۔ پھر یہ کہ حاشیے پر جو لغات کے معنی لکھے جائیں تو اس کی طرزِ تحریر اور تقسیم دل پسند اور نظر فریب ہو۔ حاشیے کی قلم بہ نسبت متن کی قلم کے خفی ہو۔ مرزا تفتؔہ کو پانچ جلدوں کا لکھا تھا لیکن اب چھے جلدیں تیار کیجیے گا۔ ان چھے جلدوں کی جو لاگت پڑے، میں بہ مجرد طلب کے فوراً ہنڈی بھیج دوں گا۔

سہ شنبہ، ۳۱/اگست ۱۸۵۸ء راقم اسداللہ

تعزیتی خط

بنام نواب حسین مرزا

بھائی صاحب!

آج تک سوچتا رہا کہ بیگم صاحبہ قبلہ کے انتقال کے باب میں تم کو کیا لکھوں۔ تعزیت کے واسطے تین باتیں ہیں: اظہارِ غم، تلقینِ صبر، دعائے مغفرت۔ سو بھائی، اظہارِ غم تکلفِ محض ہے۔ جو غم تم کو ہوا ہے، ممکن نہیں کہ دوسرے کو ہوا ہو۔ تلقینِ صبر بے دردی ہے۔ پس ایسے موقع پر صبر کی تلقین کیا کی جائے۔ رہی دعائے مغفرت؛ میں کیا اور میری دعا کیا؟ مگر چونکہ وہ میری مربّیہ اور محسنہ تھیں، دل سے دعا نکلتی ہے۔ تمھارا یہاں آنا سنا جاتا تھا۔ اس واسطے خط نہ لکھ سکا۔ اب جو معلوم ہوا کہ دشمنوں کی طبیعت ناساز ہے اور اس سبب سے آنا نہ ہوا، یہ چند سطریں لکھی گئیں۔ حق تعالیٰ تم کو سلامت اور تندرست اور خوش رکھے۔

۱۵/نومبر ۱۸۶۶ء تمھاری خوشی کا طالب

غالبؔ

معانی و اشارات

دوامِ دولت	ہمیشہ مالدار رہنا	عطوفت	شفقت، محبت
طولِ عمر	دراز/لمبی عمر	ظل	سایہ
معلوم کریں کہ	مراد آپ کو معلوم ہو کہ (یہ خط میں تخاطب کا ایک فقرہ ہے)	رافت	مہربانی
		جز	حصہ، سولہ صفحے

مسطر	-	سطریں بنا ہوا کاغذ جس پر کاتب چھپائی سے قبل لکھتے ہیں۔	ہنڈی	-	چیک، کاغذِ زر، روپیا وصول کرنے کے لیے دیا جانے والا کاغذ
شیرازہ	-	کتاب کی سلائی کا حصہ	دوشنبہ	-	پیر
مہرہ	-	چھاپہ	سہ شنبہ	-	منگل
لعاب دار	-	چکنا کاغذ	مربیہ	-	پالنے والی
نظر فریب	-	دلکش	محسنہ	-	احسان کرنے والی
خفی	-	باریک	دشمنوں کی طبیعت ناساز ہونا	}	مراد جس سے بات کی جا رہی ہو، اس کی طبیعت خراب ہونا
بہ مجرد طلب کے	-	طلب کیے جانے پر/ مانگے جانے پر			

مشقی سرگرمیاں

خطوط کا بغور مطالعہ کیجیے اور دی ہوئی سرگرمیوں کو ہدایات کے مطابق مکمل کیجیے۔

۱۔ خطوط کی قسموں کے نام لکھ کر رواں خاکے کو مکمل کیجیے۔

خطوط کی قسمیں : ☐ - ☐ - ☐

۲۔ خط میں تخاطب کے لیے استعمال کیے گئے القاب لکھیے۔

۳۔ خطوط سے بے تکلف گفتگو کی ایک مثال لکھیے۔

۴۔ خطوط کے مکتوب نگار اور مکتوب الیہ کے نام لکھیے۔

۵۔ منشی عبداللطیف کے خط کا موضوع بیان کیجیے۔

۶۔ والد اور نومولود کے حق میں غالبؔ کی دعا کو اپنے الفاظ میں لکھیے۔

۷۔ بچّے کا نام رکھنے سے متعلق غالبؔ کی نصیحت تحریر کیجیے۔

۸۔ تجارتی خط کا مقصد تحریر کیجیے۔

۹۔ کتاب کے حاشیے سے متعلق احتیاط کو اپنے الفاظ میں لکھیے۔

۱۰۔ کاپی کی تصحیح کے لیے ذمہ دار اشخاص کے نام لکھیے۔

۱۱۔ کاغذ کے معیار سے متعلق غالبؔ کی پسند لکھیے۔

۱۲۔ جن صاحب کی اہلیہ کا انتقال ہوا، اُن کا نام لکھیے۔

۱۳۔ غالبؔ کے مطابق تعزیت کے لیے تین ضروری باتیں لکھیے۔

۱۴۔ اظہارِ غم کو تکلّفِ محض کہنے کا مطلب اور سبب لکھیے۔

سرگرمی/ منصوبہ :

مختلف ادبا اور شعرا نے اپنے دوست احباب، عزیز و اقارب کو تعزیتی خط لکھے ہیں۔ انھیں تلاش کر کے پڑھیے۔

اضافی معلومات

مکتوب نگاری

مکتوب یا خط ترسیل و ابلاغ کا ایک ذریعہ ہے۔ اس کی ابتدا ماقبل تاریخ سے بتائی جاتی ہے۔ تحریر کو خط بھی کہتے ہیں جس نے بعد میں اپنے معنوں میں قدرے تبدیلی پیدا کی۔ خط متعدد اقسام کے ہوتے ہیں؛ نجی، سیاسی، دفتری، کاروباری، علمی وغیرہ۔ نجی خط دو آدمیوں کے درمیان آپسی معاملے یا مقصد کے لیے لکھے جاتے ہیں اور ان خطوں میں کوئی تکلف نہیں ہوتا۔ ان کی کیفیت راست گفتگو کی سی ہوتی ہے۔ کبھی کبھی ان خطوط میں عالمانہ اور خطیبانہ انداز بھی آ جاتا ہے مثلاً ابوالکلام آزاد کے خطوط۔ مکتوب نگار کے جذبات کا مظہر بھی خط ہی ہوتے ہیں۔ اس سے خطوط میں انسانی عناصر کی شمولیت ادب کی عام اصناف کے مقابلے میں زیادہ حقیقی نظر آتی ہے اور ہم خط کو خود نوشت سوانح کے طور پر بھی پڑھتے ہیں۔ اُردو مکاتیب پر شروع میں فارسی کا رنگ نمایاں رہا۔ القاب و آداب کی طوالت، مشکل الفاظ کا استعمال فارسی خطوط کی عام خصوصیات تھیں۔ اُردو خطوط میں بھی یہی طرز رواج پا گیا۔ مرزا غالبؔ نے اس روایت سے انحراف کیا اور خط لکھنے کا ایک نیا انداز اپنایا یعنی تحریر میں بات چیت کا ڈھنگ پیدا کیا۔